Research Journal
Tahqeeqat
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

اشفاق احمد کا تصورِ محبت

Ashfaq Ahmad's Concept of Love

Habil
PhD Urdu Scholar, Department of Urdu
Northern University, Nowshera
Dr. Syed Tahir Ali Shah
Assistant Professor/HoD, Department of Urdu
Northern University, Nowshera

ہابیل
پی ایچ-ڈی اردو سکالر شعبہ اردو، نادرن یونیورسٹی، نوشہرہ
ڈاکٹر سید طاہر علی شاہ
اسسٹنٹ پروفیسر/ چیئرمین، شعبہ اردو، نادرن یونیورسٹی، نوشہرہ

Abstract

Ashfq Ahmed was a renowned fiction and nonfiction writer of Urdu literature. He has a mystical nature in his concept of love. He has multidimensional aspects in his personality as an author. Ashfaq Ahmed was a short story writer, columnist, play writer, a translator, poet and played a famous character of Talqeen Shah in radio dramas. Ashfq Ahmed writings are beautiful combination of love and present different shapes of love as he knew the real feelings of affection by his society. He presents love and emotions in a very simple and pure way. This emotion makes a person a great human being, without the appropriation of religion. His philosophy of love and affection based on sacrifices. He believed that true love requires individual to be willing to sacrifice their own interests and desires for benefit of beloved. Ashfaq Ahmed emphasized the importance of forgiveness in love. He also belived that one's intention should be pure and selfless rather than driven by personal desires or interest. He believed that love can help individuals transcends year ego and experience a deeper sense of unity and connection with the word.

Keywords: *Emotions, Lover, Beloved, Romance, Society, Ethics, Affection, Intention, East and West*

کلیدی الفاظ: جذبات، عاشق، محبوب، رومانیت، سماج، اخلاقیات، شفقت، منشا، مشرق و مغرب

اشفاق احمد کی پیدائش ۲۲ اگست ۱۹۲۵ء کو بھارت کے ضلع فیروزپور کے گاؤں مکستر میں ہوئی۔ ان کا پورا نام اشفاق احمد خان جب کہ قلمی نام اشفاق احمد تھا۔ ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو اور فن کی بہت سی جہتیں ہیں۔ انھوں نے بیک وقت ایک معلم، مقرر، ڈرامہ نگار، افسانہ نگار، براڈکاسٹر، محقق اور دانش ور کے طور پر شہرت پائی۔ ریڈیو پاکستان اور بعد ازاں ٹیلی وژن کے لئے کام کیا۔ اشفاق احمد نے اپنے ادبی سفر کا آغاز ۱۷ سال کی عمر میں کیا تھا جو ۷۹ برس کی عمر تک چلتا رہا اور بالآخر ۲۰۰۴ء میں وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اشفاق احمد کا پسندیدہ موضوع "محبت" ہے۔ وہ محبت کے کسی ایک پہلو پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے سبھی رنگوں کو نمایاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قدرت نے اشفاق احمد کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ ان کا انسانی نفسیات میں وسیع مطالعہ تھا اس لئے وہ اس نکتے کو سمجھانا چاہتے ہیں جس کی بنیاد محبت پر قائم ہو۔ وہ محبت کے احساس سے قارئین کے دلوں میں اس کی حقیقت تک رسائی اور اس کے رنگا رنگ اور متنوع اشکال کو سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اشفاق احمد نے محبت کی جو تصویر پیش کی ہے اس کا رنگ عام محبت سے ذرا مختلف ہے۔ یعنی ان کے ہاں محبت کرنے والے دیوانگی اور بیقراری کی کیفیت سے دوچار نہیں ہوتے بلکہ ان کے مابین پیدا ہونے والی معصومیت قاری کے دل اور ماغ میں جگہ بنا لیتی ہے۔

جب محبت کی بات ہوتی ہے تو انسانی ذہن میں عموماً مرد اور عورت کی محبت کا تصور ابھرتا ہے۔ اشفاق احمد کے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ان کا تصورِ محبت محض مرد اور عورت کی محبت کے دائرے تک محدود نہیں بلکہ وہ تو زندگی کے اندھیرے سے چھوٹے چھوٹے جگنو چننے اور ان سے

OPEN ACCESS
HEC
DRJI
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
اشاریہ اردو جرائد
EuroPub

پورے مطلع کو روشن کرنے والے ہیں۔ اشفاق احمد نے زمانے کی تلخیوں کو بھی لطافت کی شیرینی میں ڈبو کر بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

"اشفاق احمد کے افسانوں میں محبت کا حسی تصور بے حد کثیر الاضلاع ہے۔ ان کے افسانے بظاہر محبت کے مرکزی نقطے پر گردش کرتے ہیں تاہم ان کے موضوعات متنوع ہیں اور وہ محبت کی قندیل سے زندگی کے بے شمار گوشوں کو منور کرتے چلے آتے ہیں۔"(۱)

اشفاق احمد نے محبت کی ابدی حقیقت کو پیش کیا ہے جو ایک کائناتی سچائی ہے جو ہر شعبہ ہائے زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ان کے ہاں محبت ایک ایسا بنیادی مسئلہ ہے جس کی تکمیل کے لئے انسان ہمہ وقت کوشاں اور سرگرداں رہتا ہے۔ محبت کے اس جذبے اور احساس کو اشفاق احمد نے اپنے لازوال کرداروں کے ذریعے بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے۔ ان کے افسانوں میں محبت کرنے والے کردار محبت کی دی ہوئی لذت اور درد کے سہارے زندگی گزارنے کے خواہش مند دکھائی دیتے ہیں۔ اگرچہ سماجی قیود، حد بندیاں اور ذاتی مسائل ان کی محبت کے مابین حائل ضرور ہوئے ہیں جس کا انجام ناکامی اور المیاتی صورت میں نظر آتا ہے لیکن محبت کے اس تصور میں بھی سچائی کارفرما ہے۔ اس لئے اشفاق احمد کے کردار تصوراتی دنیا آباد کرنے کی بجائے عملی زندگی کی صعوبتوں کو واضح کرتے ہیں اور اس میں رومانیت کا پہلو بھی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ سید وقار عظیم لکھتے ہیں :

"اشفاق احمد نے ہمیں جس محبت سے روشناس کر دیا ہے اس کے اردگرد معصومیت کا ایک دلکش ہالا ہے۔ یہ محبت ایسی نہیں جو محبت کرنے والوں کو دیوانہ بنا دیتی ہے، انہیں ہر وقت کسی نشہ میں چور رکھتی ہے اور وہ کبھی کبھی زندگی کے لئے بیگانے سے ہو جاتے ہیں۔ اشفاق احمد کے افسانوں میں اس طرح کے محبت کرنے والوں میں بھی ایک ایسی سادگی اور ایک ایسی معصومیت ہوتی ہے کہ پڑھنے والا یہ سوچنے لگتا ہے کہ محبت کا یہی انداز سب سے حسین اور سب میں پسندیدہ ہے۔"(۲)

اشفاق احمد نے مرد اور عورت کی محبت اور اس کے فطری رویوں کو بھرپور انداز میں پیش کیا ہے۔ عورت کا ذکر کرتے ہوئے اشفاق احمد نے اسے دنیا کی حسین ترین اور پرسکون شے سے عبارت کیا ہے۔ وہ عورت کو دنیا میں فطرت کی تکمیل کا باعث قرار دیتے ہیں جس کی فطرت میں محبت، دل سوزی اور ہمدردی کا خاصہ فطری طور پر ودیعت کردہ ہے۔ اشفاق احمد کے ہاں عورت شرافت، حقیقی جذبات اور وفاداری کا سرچشمہ ہے جو انسان کی دلی خواہش کو بڑھاتی ہے اور رنج و غم کو بانٹ لیتی ہے۔ عورت صحت میں رفیق زندگی اور علالت میں سلیقہ دار ہوتی ہے۔ عورت کے بارے میں اشفاق احمد کا خیال ہے:

"عورت جب پہلے پہل مرد کی زندگی میں داخل ہوتی ہے تو مرد کا دل بالکل خالی ہوتا ہے۔ پرانی اینٹوں کے ویران گھر کی طرح، ایک سوکھے ہوئے بے آب و گیاہ نخلستان کی طرح۔ پھر عورت

ٹھنڈے پانی کے ایک چشمے کی طرح ادھر رُخ کرتی ہے۔ مرد کو ہمدردی کی، اپنا آپ سمجھانے کی،
اظہار کی اور عورت سے بات کرنے کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔"(۳)

اشفاق احمد نے عورت اور مرد کے درمیان پائی جانی والی مشرق اور مغرب کی تفریق کی بھی وضاحت کی ہے ان کے خیال میں مشرق کی عورت مغرب کی عورت سے زیادہ وفاشعار محبت کرنے والی اور بہادر ہے جو اندھیری اور خوفناک راتوں میں بے خطر اپنے محبوب کو پالینے کے لئے جان کی بازی لگاتی ہے۔ اس طرح مشرق میں صنفِ نازک پر ہونے والے مظالم کا پردہ فاش کرتے ہوئے اشفاق احمد نے اس عہد کے فرسودہ رسم ورواج کے خلاف بلا واسطہ طور پر احتجاج بھی کیا ہے۔ وہ معاشرتی رسوم و قیود سے بیزاری کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وہ سماج کے اس پہلو کا بھی ذکر کرتے ہیں جہاں عورتوں کو گھر سنبھالنے اور بچوں کی پرورش کرنے کے علاوہ کوئی اور کردار ادا کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس محدود تصور کے تحت عورت مرد اور معاشرے کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی بن کر رہ جاتی ہے۔ انہی معاشرتی قیود، حد بندیوں اور عورتوں پر مظالم کے خلاف اشفاق احمد سراپا احتجاج رہے ہیں۔

اشفاق احمد نے اپنے افسانوں میں مرد اور عورت کی جنسی محبت کو بھی اُجاگر کیا ہے یعنی وہ بعض جگہوں پر ایسے جملوں کا استعمال کرتے ہیں جن سے عریانیت اور جنسیت کا تاثر کچھ اس طرح ابھر کر سامنے آتا ہے:

"میں نے اس کے ہونٹوں پر منہ رکھ دیا۔ وہ اتنے ٹھنڈے تھے میں نے اپنے لبوں کو ہٹالینا چاہا مگر
اس کی آنکھوں میں پھڑ پھڑاتی ہوئی مجروح التجا کو دیکھ کر انہیں اٹھایا نہیں بلکہ دبادیا۔"(۴)

دیکھا جائے تو جنسیت کا یہ تاثر اشفاق احمد کے ہاں اس نوعیت کا نہیں ہے جو سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی یا پھر ممتاز مفتی کے ہاں ملتا ہے۔ ان ادیبوں کی نسبت اشفاق احمد نے اخلاقی اقدار اور سماجی حد بندیوں کو کافی حد تک قبول کیا ہے۔ اگر اشفاق احمد مرد کے فطری جذبات اور جنسی لذتوں کا ذکر کرتے بھی ہیں تو اس کا اظہار نہایت مناسب اور موزوں الفاظ میں کرتے ہیں اور اس پر عریانیت اور جنسیت کا دھبہ نہیں آنے دیتے۔ بلکہ ان کا جذبہء محبت پاکیزہ احساس کا حامل ہے۔ غلام حسین اظہر کے الفاظ میں:

"اس نے محبت میں جسمانی تقاضوں کو اہمیت دی لیکن وہ انتہا پسندی کا شکار نہیں ہوا۔ اس کے ہاں
محبت افلاطونی محبت نہیں وہ جسمانی قربت کی پیداوار ہے۔ وہ جسمانی لمس سے پروان چڑھتی ہے۔
جلا پاتی ہے لیکن محبت کا پیمانہ لبالب بھر جانے کے باوجود چھلکتا نہیں۔"(۵)

اشفاق احمد محبت کو زندگی کی معراج سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسانی خواہشات کا منبع اور مرکز محبت ہے۔ اشفاق احمد کے مطابق محبت ہی انسان کو زندہ رہنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ محبت انسان کے خیالات و جذبات کو پاکیزگی بخشتی ہے۔ محبت ہی انسان کو اعلیٰ ترین انسانی صفات عطا کرتی ہے اور محبت ہی دنیا کی بہت سی مشکلات اور مصائب سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ اشفاق احمد کا خیال ہے کہ اگر انسان میں محبت کا جذبہ نہ ہو تو یہ حکمت و دانش علم و دانائی، دولت پیسہ، عزت و شہرت سب کچھ بے کار ہے۔ ان کے ہاں محبت ان سب میں سے بلند ترین اور افضل چیز ہے جس کی موجودگی میں

انسان بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کر سکتا ہے۔ محبت ہی کی بدولت انسان میں اعلیٰ خصائص جنم لیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی دولت ہے جس کے سامنے دنیا کی ہر چیز ماند پڑ جاتی ہے۔ محبت نہ ہو تو ہر چیز بے کار اور بے معنی ہے۔ اس تصور کو اشفاق احمد اپنی زبانی اس طرح بیان کرتے ہیں:

"اگر میں سارے جہاں کی بولیاں بولوں اور تمام دنیا کے علم حاصل کر لوں لیکن محبت نہ کروں تو میں ٹھنٹھناتا ہوا پیتل اور جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہوں۔"(۶)

اشفاق احمد کا تصور محبت فطرت سے زیادہ قریب تر ہے۔ ان کے یہاں دیہات خصوصاً لاہور کے گرد و نواح کی دیہاتی زندگی کا عکس ملتا ہے۔ وہ اسی دیہاتی زندگی اور ماحول کے پروردہ تھے اس لئے وہاں کی طرزِ معاشرت، رومانی فضاء، دیہاتی زندگی کی معصومیت اور طبقاتی کشمکش کی بدحالی وغیرہ کا حال بڑی مہارت سے پیش کرتے ہیں۔ ان کے یہاں دیہات کی رنگا رنگ دنیا، اس کے تنوعات اور اس کی دل چسپیاں اپنی تمام تر شادابی اور توانائی کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ اس شاداب، رواں دواں اور توانا زندگی میں رومان جیسے خود بخود ایک کونپل کی طرح پھوٹتا ہے۔ اشفاق احمد کی محبت گھریلو زندگی سے لے کر تہذیبی، قومی اور رومانی سطح پر اثر انداز ہوئی ہے۔ ڈاکٹر نگہت ریحانہ کے بقول:

"انھوں نے پنجاب کے دیہات اور پاکستان کی ثقافتی تبدیلیوں پر اچھے افسانے لکھے۔ اس کے علاوہ مختلف انسانی رشتوں جیسے ماں، بیوی، بچے، یتیم و بے کس افراد اور ملازم وغیرہ کی عکاسی منفرد انداز میں کی ہے۔"(۷)

اشفاق احمد کا پسندیدہ موضوع محبت ہے۔ ان کا تصور محبت بہت وسیع و عریض ہے۔ انھوں نے محبت کو نئی جہتوں اور نئے زاویوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اشفاق احمد کے نظریہ محبت کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان کے اس انٹرویو سے رجوع کرنا ہوگا جو طاہر مسعود نے لیا ہے۔ اس انٹرویو میں اشفاق احمد نے محبت کے بارے میں کہا:

"جب میں یونیورسٹی کا علم حاصل کر چکا اور لکھنا شروع کیا تو محبت ہی کے موضوع پر لکھتا رہا۔ بچے کی کھلونے یا کتے سے محبت، یا نانی اماں کی اپنے پوتے سے محبت۔ یہ لوگ محبت کرتے سمے کبھی یہ نہیں کہتے کہ وہ محبت کر رہے ہیں۔ اس کا اظہار تو ان کے رویے سے ہوتا ہے۔ میں نے بچپن میں محبت کے جتنے مظاہر دیکھے تھے جب انہیں لکھ چکا تو عمر کے اس مرحلے میں مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں بابا لوگوں کے پاس جاؤں۔ پھر مزاروں پر فقیروں کے ڈیرے پر جانے لگا۔ ان کے ہاں بھی میں نے یہی دیکھا کہ سب سے زیادہ جلوہ محبت ہی کا کارفرما ہوتا ہے"(۸)

اشفاق احمد اپنے ماضی سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ وہ بھولی بسری یادوں کو اکٹھا کرتے ہوئے ہر گزرے لمحے سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتے ہیں۔ اشفاق احمد نے ماضی کے گلی کوچوں، مناظر، اس میں معصوم محبتوں اور لوگوں کو بسایا ہوا ہے۔ وہ کسی بھی حال میں اپنے ماضی کو بھلاتے نہیں بلکہ ان کا دل یادوں کا مسکن ہے۔ اشفاق احمد کے بقول:

"انسان حقیقت سے آنکھیں بند کر سکتا ہے لیکن پرانی یادوں سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ پرانی یادیں زنگ آلودہ پیچوں کی طرح ہوتی ہیں۔ کوشش کا پیچ کس ٹوٹ جاتا ہے لیکن پیچ نہیں کھلتا"(۹)

ماضی کی ہر شے سے اشفاق احمد کو بے پناہ محبت تھی۔ وہ گزرے ہوئے ہر لمحے سے لو لگائے رکھتے ہیں بلکہ اس سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے ہاں سہانے دنوں کے محبت بھرے جذبات بھی ملتے ہیں جو تقسیم سے پہلے کی زندگی اور خوشگوار لمحات کی یاد کی صورت میں کبھی آنسو بن کر چھلکتے ہیں اور کبھی یہ آنسو موتی بن کر ان کی زندگی کے اندھیروں میں جھلملاتے ہیں۔ اشفاق احمد جب اپنے گردوپیش کے مسائل سے اکتا جاتے ہیں تو ماضی کی یادوں میں پناہ لے لیتے ہیں جس میں درد کا ایک میٹھا سا احساس ہوتا ہے۔ ان یادوں کے سلسلے میں اشفاق احمد کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"افسوس ہر چیز نے اپنا لطف اور انداز بدل دیا ہے۔ جب سے تم نے اس وادی کو چھوڑا ہے میں صاحبِ فراش ہوں۔ آج جونہی میں کھانے کی میز پر بیٹھا، میرا دل اندر ہی اندر ڈوب گیا۔ میں نے دُکھے دل سے اس کرسی کی طرف دیکھا، جس پر تم بیٹھا کرتی تھیں۔۔۔ مجھ سے پوچھتی ہو کہ مجھے وادی کی بہاریں اب کیسی لگتی ہیں۔"(۱۰)

یہاں پر میں اشفاق احمد کے مشہور افسانے گڈریا کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ گڈریا اشفاق احمد کا ایک شاہکار افسانہ ہے۔ اس میں اشفاق احمد نے ایک مثالی (آئیڈل) کردار کو بطور ایک نمونہ پیش کیا ہے۔ گڈریا کا "داؤجی" ایک ایسا کردار ہے جو صرف محبت کے پھیلاؤ پر یقین رکھتا ہے۔ اس کے دل میں احترامِ انسانیت، پیار و محبت، شفقت و عنایت چھوٹے اور بڑوں کے لئے یکساں ہے۔ اشفاق احمد جس وقت گڈریا تحریر کر رہے تھے اس وقت مذہب کو تفریق کے لئے استعمال کیا جا رہا تھا۔ مگر یہ افسانہ ایک جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ عام طور پر فسادات سے متعلق افسانوں کا موضوع مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور زیادتیوں کے بارے میں ہوتا ہے لیکن گڈریا میں اشفاق احمد نے مسلمانوں کے ہاتھوں ایک ہندو کے ساتھ کی گئی زیادتی کو بیان کیا ہے۔ یہ دراصل اس ظلم کا ردعمل تھا جو ہندوؤں اور سکھوں نے مل کر مسلمانوں پر کئے تھے۔ جبکہ داؤجی کا کردار مثالی ہے وہ ان ہندوؤں کی طرح تنگ نظر نہیں ہے بلکہ اس کے دل میں محبت، خلوص، ایثار اور اسلامی علوم سے دلچسپی کا جذبہ ہے۔ اس لئے وہ صوفیا اور اولیاء سے بھی گہری عقیدت رکھتا ہے وہ ان کے طفیل علم بھی حاصل کرتا ہے۔ اس افسانے میں علم و دانش اور محبت کا پیغام ملتا ہے۔ سید مظہر جمیل کی رائے میں:

"اشفاق احمد کا شاہکار افسانہ "گڈریا" یوں تو فسادات کے بیک گراونڈ میں لکھا گیا ہے۔ لیکن دراصل اخلاقی اقدار، مذہبی وسیع النظری، علمی افتخار، محبت، سلوک اور احترامِ آدمیت جیسے تاثرات اس افسانے میں پھوٹتے ہیں۔ یہ ایسا دلکش اور موثر نقش ہے جسے زمانے کا گھن کبھی نہیں لگتا۔ جب تک معاشرے کے غیر فطری رویے تبدیل نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک اشفاق احمد کا افسانہ گڈریا بھی

نہایت سادگی اور بھولے پن کے ساتھ انسانی جارحیت، تنگ نظری اور جہالت کا آئینہ دکھاتا رہے گا۔"(۱۱)

دیکھا جائے تو داؤجی کے کردار کا عکس خود اشفاق احمد کی عملی زندگی میں بھی نظر آتا ہے یعنی وہ محبت کے پھیلاؤ پر یقین رکھتے ہیں اور داؤجی کی طرح ان کے دل میں بھی ہر چیز کو جاننے، اسے سمجھنے اور پھر دوسروں کو اس علم کی ترسیل کا شوق اور جستجو ہے۔

اشفاق احمد نے اپنی تمام تحریروں میں انسان اور انسانیت کا درس دیا ہے۔ وہ سماج کی فرسودہ روایات سے بغاوت کا اعلان کرتے ہیں اور جاگیرداروں، سرمایہ کاروں کے ظلم و ستم کے خلاف سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اشفاق احمد نے معاشرے کے ان لوگوں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے جو خود تو بڑے بڑے محلوں میں رہتے ہیں لیکن دوسروں کے ننھے ننھے بچوں کا احساس تک نہیں ہوتا۔ افسانہ "گاتو" اس کی ایک زندہ مثال ہے۔ اس افسانے کے ذریعے وہ انسان کی بے حسی، بے مروتی اور ناانصافیوں کے ساتھ ساتھ امیروں اور جاگیرداروں کو نشانِ ملامت ٹھہراتے ہیں۔ اشفاق احمد کے فلسفہ حیات کا محور محبت ہے۔ بقول انوار احمد:

"محبت اور انسانیت سے ان کا والہانہ لگاؤ بھی انہیں صوفیوں سے محبت کا اہل بناتا ہے۔"(۱۲)

اشفاق احمد کی زندگی کے متصوفانہ پہلو پر بیشتر ناقدین ادب نے نکتہ چینی کی ہے اس ضمن میں ڈاکٹر انوار احمد رقم طراز ہیں:

"موجودہ دور میں اشفاق احمد کا نام رویے کی وجہ سے متنازعہ۔۔ بن گیا کیونکہ ان کے بیشتر نکتہ چین یہ گمان کرتے ہیں انہوں نے "متصوفانہ رویہ" بعض عملی مقاصد کے حصول اور سیاسی مقاصد کی تکمیل کی خاطر اپنایا ہے۔"(۱۳)

یہ ایک الگ بحث ہے کہ اشفاق احمد کا متصوفانہ رویہ کیسا تھا۔ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ اشفاق احمد کا تصورِ محبت تقدس کے نور میں لپٹا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ان کی محبت مختلف صورتوں یعنی ماں باپ سے محبت، اولاد سے محبت، محبوبہ سے محبت، دوست سے محبت، جنگلوں، بارشوں، پھولوں، سمندروں، دریاؤں، نیلے آسمان پر اڑتے پرندوں، درختوں پر خاموشی سے گری پاکیزہ برف سے محبت، آتشدان کے پاس بیٹھ کر سیلون کی چائے پینے کے خیال سے محبت اور سمندروں پر برستی بارشوں سے محبت کے طور پر رونما ہوئی۔

اشفاق احمد کے یہ الفاظ اُن کے تصورِ محبت کی ترجمانی بہترین انداز میں کرتے ہیں:

"میری محبت آج پہلی مرتبہ میرے اصل وجود میں پلانٹ ہوئی ہے۔ کل اس سے ایک نئی کونپل پھوٹے گی اور پھر یہ ایک سایہ دار درخت بن جائے گی اور میں اس کے نیچے بیٹھ کر دور دور پھیلے مرغزاروں کو دیکھا کروں گا۔"(۱۴)

خلاصہ بحث

اشفاق احمد کا تصورِ محبت روایتی معنوں سے ہٹ کر ایک روحانی اور انسانی سطح پر قائم ہے۔ ان کے نزدیک محبت صرف مرد و عورت کے درمیان جذبہ نہیں، بلکہ ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت احساس ہے جو انسان کو اعلیٰ اخلاق اور روحانی مرتبے پر فائز کر سکتا ہے۔ وہ محبت کو قربانی، خلوص،

معصومیت، ایثار، اور درگزر جیسے اعلیٰ اقدار سے جوڑتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ سچی محبت میں ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال کر محبوب کی بھلائی کو مقدم رکھا جاتا ہے۔

اشفاق احمد نے اپنے افسانوں، کالموں، ڈراموں اور دیگر تحریروں میں محبت کو نہایت سادگی اور پاکیزگی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کا اندازِ بیان اتنا پُراثر اور دل نشین ہے کہ قاری نہ صرف محبت کے جذبے کو محسوس کرتا ہے بلکہ اس کی گہرائی تک پہنچنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔

ان کے ہاں محبت ایک ایسی روشنی ہے جو زندگی کے اندھیروں میں امید کی کرن بن کر چمکتی ہے۔ ان کے نزدیک محبت وہ قوت ہے جو انسان کو خودی کے دائرے سے نکال کر اجتماعیت اور انسانیت کی طرف لے جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشفاق احمد کا تصورِ محبت نہ صرف ادبی لحاظ سے اہم ہے بلکہ انسانی اور روحانی ارتقاء میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ انور سدید، ڈاکٹر اشفاق احمد, مجسم لطافتوں کا افسانہ نگار مشمولہ: اُردو افسانے کی کروٹیں، لاہور، مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۱ء، ص:۱۳۹

۲۔ وقار عظیم، نیا افسانہ علی گڑھ ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۲ء، ص:۲۸۶

۳۔ اشفاق احمد، ایک محبت سو افسانے، از "بابا"، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص:۱۴۰

۴۔ اشفاق احمد، ایک محبت سو افسانے، از شب خون، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص:۷۴

۵۔ غلام حسین اطہر مضمون: اُردو افسانہ پاکستان میں مشمولہ: اوراق (افسانہ انشائیہ نمبر)، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص:۴۴

۶۔ اشفاق احمد صبحانے فسانے، از ماسٹر روشنی، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۱۲ء، ص:۹۴

۷۔ نگہت ریحانہ خان، ڈاکٹر، اردو افسانہ فنی و تکنیکی مطالعہ ۱۹۴۷ء کے بعد، لاہور یک وائز، ۱۹۸۸ء ص:۱۴۶

۸۔ طاہر مسعود، یہ صورت گر کچھ خوابوں کے، کراچی، مکتبہ تخلیق ادب، ۱۹۸۵ء، ص:۲۱۱

۹۔ اشفاق احمد، صبحانے فسانے از ماسٹر روشنی، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص:۹۲

۱۰۔ اشفاق احمد، ایک محبت سو افسانے از بندرابن کی کنج گلی میں، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص:۱۳۰

۱۱۔ مظہر جمیل، سید مضمون: ترقی پسند افسانہ۔ حقیقت سے تجرید تک، مشمولہ: مکالمہ (ہم عصر اُردو افسانہ (۲)، کراچی، اکادمی، شمارہ ۱۷، جنوری ۲۰۰۸ء تا جولائی ۲۰۰۹

۱۲۔ انوار احمد، ڈاکٹر مضمون: اشفاق احمد محبت کی نظریہ سازیا صناعی مشمولہ راوی ۲۰۰۵ء، لاہور جی سی یونیورسٹی، جلد ۹۲، واحد شمارہ، اکتوبر ۲۰۰۵، ص:۵۳

۱۳۔ ایضاً، ص:۵۳

۱۴۔ اشفاق احمد، سفر مینا، از قصہ نل دمینتی، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Anwaar Ahmed, Dr, Ashfaq Ahmed Mujjasim Litafato ka Asfana Nigar, Urdu Afsany ki Karwaten, Lahore, Maktaba Alia, 1991, P:139
2. Waqar Azeem, Naya Afsana, Aligarh, Education Book House,1982, P:284
3. Ashfaq Ahmed, Aik Muhabbat So Afsanay, Baba, Lahore, Sang-i-Meel Publication, 2012, P:140
4. Ashfaq Ahmed, Aik Muhabbat So Afsany, Shab Khoon, Lahore, Sang-i-Meel Publications, 2012, P:74
5. Ghulam Husain Athar, Urdu Afsana Pakistan Mein, Aoraq, Lahore, 1972, P:44
6. Ashfaq Ahmed, Subhany Fasany, Master Roshni, Lahore, Sang-i-Meel Publications, 2012, P:94
7. Nighat Rehana Khan, Dr, Urdu Afsany ka Funni o Tahqiqi Mutala 1974 ky Bad, Lahore, Book Wizwer, 1988, P:146
8. Tahir Masood, Yeh Soorat Gar Kuch Khwabon kay, Karachi, MaktabaTahqeeq Adab, 1985 P-211
9. Ashfaq Ahmed, Subhany Afasany, Mastar Roshini, Lahore , Sang-i-Meel Publications ,2012 , P:92
10. Ashfaq Ahmad, Aik Muhabat So Afsanay, Band ra Banke Kunj Gali me, Lahore, Sang-i-Meel Publications, 2012, P:130
11. Mazhar Jamil, Tarraqi Pasand Afsaana Haqeqat Say Tajrediyat Tak, Karachi, Academy Adbiyat, Jan, 2008- Oct, 2009
12. Sohail Ahmad Khan, Dr, Ashfaq Ahmad ki Afsana Nigari, Ravi,2005 Lahore, GC University, Oct, 2005, P: 54
13. Ibid,.P:53
14. Ashfaq Ahmed, Safar Mina, Qissa
15. Nuldamainati, Lahore, Sang-i-Meel Publications, 2007 P:172